بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

رسالہ

# تشحیذ الاذہان

نوٹ ضروری
یہ مضمون علیحدہ بقیمت
ایک آنہ کے مل سکتا ہے
احباب منگوا کر تقسیم کریں

بابت ماہ مئی ۱۹۱۳ء

# ”مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی“

اس پیشگوئی کے متعلق بہت سے اعتراضات شایع ہو رہے ہیں۔ اس لئے میں نے چاہا۔ کہ سلیم الفطرت منصف مزاجوں خدا ترس مومنوں کے لئے میں بھی اپنے فہم کے مطابق کچھ لکھ سکوں ۔

**اس پیشگوئی کا منشا** سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک خط بنام مولوی محمد حسین بٹالوی میں رقمطراز ہیں۔ کہ

”اس پیشگوئی کی یہ بنیاد نہیں تھی۔ کہ خواہ نخواہ مرزا احمد بیگ کی بیٹی کی درخواست کی گئی تھی۔ بلکہ بنیاد یہ تھی۔ کہ یہ فریق مخالف جن میں مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا۔ اس عاجز کے قریبی رشتہ دار

مگر دین کے سخت مخالف تھے۔ اور ایک ان میں سے عداوت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا۔ کہ اللہ جل شانہ کو رسول اللہ صلعم کو علانیہ گالیاں دیتا تھا۔ اور اپنا مذہب دہریہ رکھتا تھا۔ اور نشان کے طلب کے لئے ایک اشتہار بھی جاری کر چکا تھا۔ اور یہ سب مجھکو مکار خیال کرتے تھے اور نشان مانگتے تھے۔ اور صوم وصلوۃ اور عقائد اسلام پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے چاہا کہ ان پر اپنی حجت پوری کرے۔ سو اس نے نشان دکھلانے میں وہ پہلو اختیار کیا۔ جس کا ان تمام بیدین قرابتیوں پر اثر پڑتا تھا۔ خدا ترس آدمی سمجھ سکتا ہے۔ کہ موت اور حیات انسان کے اختیار میں نہیں۔ اور ایسی پیشگوئی جس میں ایک شخص کی موت کو اسکی بیٹی کے نکاح کے ساتھ جو غیر سے ہو۔ وابستہ کر دیا گیا۔ اور موت کی حد مقرر کر دیگئی۔ انسان کا کام نہیں"

اور اس سے پہلے دس جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں زیر رقم فرمایا

۱۔ اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہو گا۔ اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے پاؤ گے۔ جو اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں

۲۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا۔ تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی۔ وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اُس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور اُنکے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑیگی۔ اور درمیانی زمانے میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئینگے

۳۔ اور تتمہ اشتہار ۱۰ ر جولائی ۱۸۸۸ء میں فرماتے ہیں

ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کہنے سے اور میرے اقارب میں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دوکاندار خیال کرتے ہیں۔ اور بعض نشانوں کو بھی دیکھکر قائل نہیں ہوتے اور انکا اپنا حال یہ ہے۔ کہ دین اسلام کی ایک ذرہ محبت ان میں باقی نہیں رہی اور قرآنی حکموں کو ایسا ہلکا سا سمجھ کر ٹال دیتے ہیں۔ جیسا کوئی ایک تنکے کو اٹھا کر پھینکدے۔ وہ اپنی بدعتوں اور رسموں اور ننگ و ناموس کو خدا اور رسول کے فرمودہ سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں پس خدا تعالٰے نے انہیں انکی بھلائی کے لئے انہی کے تقاضا سے انہیں کی درخواست سے اس الہامی پیشگوئی کو جو اشتہار میں درج ہے ظاہر فرما دیا ہے۔ تا کہ وہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے اور اسکے سوا سب کچھ ہیچ ہے

**برکت یا موت**

الغرض اس پیشگوئی کا مقصد ہرگز ہرگز لڑکی کا نکاح میں لانا نہ تھا۔ بلکہ اپنے رشتہ داروں پر حجت الٰہی قائم کرنا اور انکو خدا کی ہستی اور اپنی صداقت کا ثبوت دینا جیسا کہ اقتباس مندرجہ بالا میں گزرا۔ اور ذیل کی سطور سے (جو ۱۰۔ مئی ۱۸۸۸ء کے نور افشاں میں چھپ چکی تھیں) واضح ہوتا ہے۔

۱۔ "خدا تعالٰے نے اپنے الہام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے۔ کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں۔ تو وہ تمام نحوستیں آپ کی اس رشتہ سے دور کر دیگا۔ اور آپکو آفات سے محفوظ رکھکر برکت پر برکت دیگا"

۲۔ "اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا۔ تو آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز

مبارک نہ ہوگا۔ اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگی"

۳۔ "یہ دونوں طرف برکت اور موت کے ایسے ہیں۔ کہ جن کو آزمانے کے بعد میرا صدق اور کذب معلوم ہو سکتا ہے۔ اب جس طرح چاہو آزما لو"

۴۔ "میری برادری کے لوگ مجھ سے ناواقف ہیں۔ اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے کاموں کو ان پر بھی ظاہر کردے"

**یہ پیشگوئی نفسانی خواہش پر مبنی نہ تھی**

ان ہر سہ اقتباسات سے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ پیشگوئی کرنیوالے کا مقصد خدا کا جلال ظاہر کرنا ہے نہ کہ لڑکی کا نکاح میں لانا کیونکہ جیسا کہ حضور مغفور تحریر فرماتے ہیں۔ لڑکی تو اسوقت آٹھ یا نو برس کی تھی۔ اور آپ کے ادنیٰ سے اشارہ پر مریدین مخلصین ذات الدین ہمہ صفت موصوف لڑکیاں آپ کے حبالہ عقد میں لانا اپنی سعادت دارین کا موجب سمجھتے۔ پس اس پر نفسانی افترا کا گمان کرنا اول درجہ کی حماقت یا انتہا درجہ کی شرارت ہے۔

آپ کے وہ پرائیویٹ خطوط اس معاملہ کے متعلق جو کسی نے بڑے فخر سے شائع کئے ہیں انکے مطالعہ سے میرا ایمان اتنا بڑھا ہے۔ کہ میں پاک فطرت ناظرین سے سفارش کرونگا۔ کہ وہ ضرور انہیں مطالعہ فرماویں۔ کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول مقبول کی محبت میں کسقدر گداز ہے۔ وہ اسکے نام کا جلال ظاہر کرنیکے لئے اپنے آپکو ہر تکلیف اور مصیبت میں ڈالنے کے لئے تیار ہے۔ ان خطوط کے کسی ایک فقرہ سے بھی اپنی ذاتی خواہش یا مجبوری نہیں ٹپکتی۔ بلکہ محض اللہ کے لئے اپنے قبیلہ کی ہدایت اور کمال فراخدلی سے انہیں ان انعامات و برکات سے حصہ دینا منظور ہے۔ جو خدا نے آپ پر فرمائے۔ آپ ازراہ ہمدردی و سخاوت قلبی چاہتے ہیں۔ کہ حق سبحانہ کا وہ فضل و کرم اور غریب نوازی جو میرے شامل

حال ہے۔ اس سے میرے رشتہ دار بھی حصہ پائیں۔ اور اگر انکار کریں۔ تو پھر حسب سنت اللہ مستوجب سزا ٹھہرا کر اللہ اور اسکے کلمات پر ایمان لائیں

مندرجہ ذیل فقرات میرے دعوے کی صداقت پر گواہ ہیں

(۱) "میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پروا نہیں رکھتے"

(۲) "یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا۔ اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا۔ کہ اسکی اولاد ہو۔ وہ میری وارث ہووے میرے خون کے پیاسے میری عزت کے پیاسے ہیں"

(۳) آپ انحراف نہ فرماویں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دیگا۔ جو آپ کے خیال میں نہیں کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی"

(۴) "آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونیکے لئے معاون بنیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا"

(۵) تتمہ اشتہار دس جولائی ۱۸۸۸ء کی مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو "ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی ضرورت نہیں تھی سب ضرورتوں کو خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطا کی۔ اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کے قریب مدت تک وعدہ دیا۔ جس کا نام محمود احمد ہوگا۔ اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلیگا۔ پس یہ رشتہ جس کی درخواست کی گئی ہے۔ محض بطور نشان

کے ہے۔ تا خدا تعالےٰ اس کنبہ کے منکرین کو اعجوبہ قدرت دکھلاوے۔ اگر وہ قبول کریں تو برکت اور رحمت کے نشان انپر نازل کرے۔ اور ان بلاؤں کو دفع کر دیوے۔ جو نزدیک چلی آتی ہیں۔ لیکن اگر وہ ردّ کریں۔ تو ان پر قہری نشان نازل کر کے انکو متنبہ کرے"

ان خطوط کے متعلق جو یہ اعتراض ہے۔ کہ جب وعدہ ہو چکا تھا۔ تو پھر اسقدر کوشش کیوں کی منہاج نبوت سے پرے درجے کی ناواقفیت پر مبنی ہے۔ تمام رسل سے لاغلبن انا و رسلی کا وعدہ ہے۔ مگر پھر بھی واقعات سے ظاہر ہے کہ انبیاء کرام اپنے غلبہ کے لئے تمام اسباب سے کام لیتے۔ باقی نہ تو ازدواج ثانی کی شریعت میں ممانعت ہے۔ اور نہ کسی کے نکاح کی درخواست اور اس میں سعی بلیغ کرنا ممنوع ہے بالخصوص اس صورت میں کہ نکاح کسی نفسانی خواہش پر مبنی نہ ہو۔ بلکہ محض اللہ کے نام کا جلال ظاہر کرنے کے لئے

**مقصد پورا ہوا یا نہیں ؟**

حضور مغفور کا جو مقصد اس پیشگوئی سے تھا۔ وہ رحمت اور عذاب دونوں صورتوں میں پورا ہو چکا۔ اور ہو رہا ہے عذاب کی صورت تو یہ ہے۔ کہ ۷۔ اپریل ۱۸۹۲ء میں احمد بیگ نے اس لڑکی کا ایک جگہ نکاح کر دیا۔ اور بموجب پیشگوئی تین برس کے اندر یعنی نکاح سے چوتھے مہینہ میں جو ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء تھی فوت ہو گیا اس موت کا اثر تمام کنبے پر یہ ہوا۔ کہ وہ آخر کار اس شوخی و استہزا و علانیہ تکذیب و مخالفت سے باز آتے گئے۔ جس کی بنا پر یہ پیشگوئی تھی۔ اور وعید کی پیشگوئیوں میں اگر کوئی شرط ظاہری طور پر نہ بھی ہو۔ تو بھی یہ امر مسلمہ فریقین ہے۔ کہ وہ صدقہ اور استغفار اور انابت اور خشوع و خضوع و ترک تکذیب علانیہ سے ٹلجاتی ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں مشرکونکی نسبت ہے وما کان اللہ

مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ( الانفال پ ۹ ) اور فرعونیوں کا طرز عمل حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں وَقَالُوْا يٰاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ - فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ( الزخرف پ ۲۵ ) دیکھئے وہ نبی کو "ساحر" کہہ رہے ہیں مگر تھوڑے سے رجوع کے بدلے میں بھی عذاب ہٹا لیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ کہ بلا آتی مضطر ہوتے حضرت موسیٰؑ کی خوشامد کرتے انکی دعا سے دفع ہوتی پھر منکر ہو جاتے

غرض یہ مانا ہوا مسئلہ ہے۔ کہ انابت سے عذاب الٰہی میں تاخیر ہو جاتی ہے پس جب ایک خطرناک موت سے ان لوگوں نے حق کی طرف رجوع کیا۔ تو بقدر رجوع الی الحق کے ان موعودہ مصیبتوں اور تباہیوں میں کمی آتی گئی جیسا کہ الہام مندرجہ تتمہ اشتہار ۱۰ ر جولائی ۱۸۸۸ء میں درج ہے رَأَيْتُ هٰذِهِ الْمَرْاَةَ وَاَثَرُ الْبُكَاءِ عَلٰى وَجْهِهَا فَقُلْتُ اَيَّتُهَا الْمَرْاَةُ تُوْبِيْ فَاِنَّ الْبَلَاءَ عَلٰى عَقِبِكِ وَالْمُصِيْبَةُ نَازِلَةٌ عَلَيْكِ يَمُوْتُ وَ يَبْقٰى مِنْهُ كِلَابٌ مُتَعَدِّدَةٌ یعنے اس عورت کو دیکھا۔ کہ رونے کا اثر اسکے چہرہ پر ہے اے عورت توبہ کرے کہ بلا تیرے پیچھے ہے۔ اور مصیبت تم پر نازل ہونیوالی ہے وہ مریگا۔ یہانتک کہ کئی ان میں سے سلسلہ احمدیہ میں علانیہ داخل ہو کر ان برکات سے حصہ پانے لگے۔ جو خاندان نبوت کے لئے مخصوص و موعود تھیں۔ اور بعض جن کے لئے یہ مقدر نہ تھا۔ وہ فوت ہوئے مثلاً احمد بیگ کا لڑکا اسکی دو بہنیں اور ساس۔ میں جب اس پیشگوئی کے بارے میں شور شرابہ سنتا ہوں۔ اور پھر دیکھتا ہوں۔ کہ جس خاندان کے بارے میں یہ پیشگوئی ہے۔ وہ تو ایمان سے نزدیک قریب ہے۔ تو حیران ہوتا ہوں۔ کہ بیرونی

لوگ ہیں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کہہ کہکر کفر کررہے ہیں۔ مگر یہ اندرونی لوگ دن بدن ہدایت پارہے ہیں۔ حالانکہ پوری نہ ہونیکی صورت میں بُرا اثر اس خاندان پر پڑنا چاہئے تھا۔ جسکے بارے میں یہ پیشگوئی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نشان اپنے پورے زور کے ساتھ پورا ہو چکا ہے۔ اور انکے دل گواہی دے اٹھے ہیں۔ کہ جو کچھ خدا کے مامور نے فرمایا وہ حق تھا۔ اور ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا احمد بیگ مرزا امام الدین مرزا نظام الدین فوت ہو چکے ہیں۔ اور مرزا احمد بیگ کے خاندان کے اکثر آدمی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں ؂

اس خاندان کا سردار محمود بیگ نہایت اخلاص سے بیعت میں داخل ہوا۔ اور مرزا احمد بیگ کی لڑکی جو مرزا احسن بیگ کے نکاح میں ہے۔ وہ احمدی ہو گئی۔ بلکہ مرزا احسن جو مرزا احمد بیگ کی بیوی کی بہن کے لڑکے ہیں۔ بیعت میں داخل ہیں۔ اور دوسری دو لڑکیاں ہرگز مخالف نہیں بلکہ ایک تو سلسلہ سے بہت عقیدہ رکھتی ہے۔ اور درس قرآن اور مرزا احمد بیگ کی بیوی لڑکا اور پوتا بھی ہرگز مخالف نہیں۔ نہ کبھی مخالفت میں حصہ لیا۔ بلکہ احمدیوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں

مرزا امام الدین کی لڑکی بھی بیعت میں داخل ہے۔ یہی لوگ تھے۔ جو اس رشتہ کے مانع تھے

غرض اس خاندان میں وہ زور مخالفت ہرگز نہیں۔ بلکہ عقیدہ سے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ پس جس حد تک پیشگوئی کے مقاصد کا سوال تھا۔ وہ قریباً پورا ہو چکا۔ باقی رہا لڑکی کا نکاح میں آنا سو وہ کوئی اصل نہ تھا۔ بلکہ وہ ذریعہ منشاء ایزدی تھا۔ اللہ نے بکمال حکمت بالغہ سے دوسرے طور پر اسکو پورا کر دیا۔ اور ایک منصف مزاج خدا ترس انسان کے لئے اسقدر کافی ہے ؂

**ایک نہیں کئی نشان پورے ہوئے**

مگر ہم مکذب کو اسکے گھر تک پہنچانے کے لئے اور بھی غور کرنے کو تیار ہیں۔ اس پیشگوئی میں بہت سی پیشگوئیاں تھیں چنانچہ آپ اسی دس جولائی ۱۸۸۸ء میں فرماتے ہیں الہام اس بارے میں یہ ہے۔ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ۔ فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَیَرُدُّھَا اِلَیْکَ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ اَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَکَ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

**پہلا نشان** یہ کہ نکاح سے انحراف ضرور ہوگا۔ جیسا کہ کذبوا بآیتنا اور یردھا الیک سے ظاہر ہے۔ چنانچہ ایسا ہُوا۔ کہ انہوں نے ضد سے درخواست نکاح کو نہ مانا

**دوسرا نشان** یہ کہ جبتک نکاح غیر سے نہ ہو۔ والد دختر کا زندہ رہنا۔ چنانچہ ۵ سال بعد یعنی جب تک اس لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ نہ کیا گیا۔ زندہ رہا

**تیسرا نشان** یہ کہ نکاح کردینے کے بعد تین سال کے اندر یعنی چھ مہینے بھی نہ گزرنے پائے۔ کہ حسب پیشگوئی فوت ہوگیا

**چوتھا نشان** اس لڑکی کا ان واقعات کے ہونے تک زندہ رہنا

**پانچواں نشان**۔ خود حضرت اقدس مسیح موعود کا ان وقوعوں تک زندہ رہنا

**چھٹا نشان**۔ اگر نکاح کردے۔ تو پھر تین سال کے اندر نہیں فوت ہوگا جیسا کہ اسکے خلاف نکاح کردینے کی وجہ سے تین سال کے اندر مرجانا۔ اس دعوے کے صدق پر دلیل ہے۔

**ساتواں نشان**۔ اس پیشگوئی کے بارے میں ایسے امور پیش آئینگے۔ کہ دشمنوں کو

ہنسی اور استہزاء کا موقعہ ملیگا۔ اور وہ ایذارسانی کی مختلف تجویزیں کرینگے۔ مگر اللہ انکے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے تجھے کافی ہوگا۔ یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ ان مخالفوں کی مخالفت کوئی ضرر بھی نہ پہنچا سکی۔ اور ان سب کے لئے اللہ کافی ہوگیا کہ حجر و شجر اور در و دیوار اپنی اپنی زبان میں شہادت دے رہے ہیں جسکو یقین نہ آئے۔ وہ قادیان میں اب موجودہ صورت حالات و نقشہ مکانات و گذشتہ واقعات و سوانحات سے دیکھ لے۔ کیونکہ وہ جو مٹانا چاہتے تھے خود مٹ گئے۔ اور آپ کی اور اپنی زندگی ہی میں ایسے بیدست و پا ہوئے۔ کہ مار مانکر رہ گئے

**آٹھواں نشان** کہ لڑکی کا نکاح غیر سے ضرور ہوگا۔ جبھی تو یردھا الیک فرمایا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کی ماں کو فرمایا رادوہ الیک یعنی حضرت موسیٰ پہلے کسی کے قبضے میں آئینگے پھر تجھے واپس دلائے جائینگے

**نواں نشان** لاتبدیل لکلمٰت اللہ سے بتایا۔ کہ یہ سب باتیں ضرور ہونیوالی ہیں۔ اور کسی روکنے والے کی روک انکے وقوع میں آڑے نہیں آئیگی۔ چنانچہ جو وعدے ہوئے۔ وہ سب پورے ہوئے

**دسواں نشان** ۔ ان ربک فعال لما یرید سے بتادیا۔ کہ خود ملہم بھی اپنی اجتہادی رائے سے کسی وعدہ کا ایفا مغایر اس صورت کے جو علم الٰہی میں ہے سمجھ لیگا۔ تو وہ نہیں ہوگا

**گیارہواں نشان** جیسا کہ ابتدائی اقتباس مندرجہ صفحہ ۲۱۱/۲۱۲ سے واضح ہے یہ پیشگوئی کی کہ اس خاندان کے وہ ممبر جو نکاح کے معاون اور اس سلسلہ میں داخل ہونیوالے ہونگے وہ تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پائینگے چنانچہ جو بیعت کر چکے ہیں۔ آپ ان سے شہادت لے سکتے ہیں۔ کہ وہ انواع و اقسام

کی برکات سے متمتع ہوئے۔ اور جو نکاح کے مخالف اور اس سلسلہ کے حق میں بدگو ہونگے وہ تنگی اور مصیبت پائینگے۔ چنانچہ یہ امر بھی ایسے لوگونکے انجام اور حالات سے ظاہر ہے۔ جس کے بارے میں شک یا انکار ہو۔ ہم بفضل اللہ ایک حد تک کھولکر بیان کر سکینگے :-

**بارہواں نشان** انت معی و انا معک فرما کر حضور مغفور کے انجام کا حال بھی بتادیا۔ آپ نے اللہ کے ساتھ جو اپنی معیت کا ثبوت دیا۔ وہ آپ کی تحریرات تقریرات اور اعمال سے ظاہر ہے۔ کہ کیونکر آپ ہر ابتلا میں ثابت قدم رہے۔ اور اپنا وفادارانہ تعلق ابراہیمی شان کے ساتھ خدا تعالےٰ سے قائم رکھا۔ کسی شخص کے بارے میں اسکے یوم الوفات تک یہ پیشگوئی بجز اعلام الٰہی نہیں ہوسکتی۔ کہ وہ اخیر وقت تک اپنے صدق پر قایم رہیگا۔ اور اللہ نے آپ کے ساتھ ہونیکا ثبوت یہ دیا۔ کہ آپ کے جملہ مقاصد کو پورا کردیا۔ آپ نے ایک جماعت خدا پرستونکی جو قرآن کے مطیع نبی کریمؐ کی سنت پر فدا ہونے والے ہوں۔ اور اسلام کا درد اپنے دل میں رکھتے ہوں بنانی چاہی وہ بن گئی۔ اور ایسے گاؤں ہیں انکا اعلیٰ واخص حصہ جمع ہوا جسے لباس زبان معاشرت کسی پہلو سے بظاہر فوقیت نہیں دی جاسکتی۔ پھر وہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کررہی ہے۔ اور آپ کے انفاس قدسیہ کی طفیل ہر میدان میں مظفر و منصور ہے پھر آپ کی اولاد کو بڑھایا انکے اموال و افعال و اعمال میں برکت دی انکو دیندار بنایا۔ جس نے آپ کی ہلاکت کا بیڑا اٹھایا۔ وہ خود ہلاک ہوا۔ جس نے آپکو ذلیل کرنا چاہا۔ وہ خود ذلیل ہوا۔ جو آپ کے قدموں پر گرا۔ وہ اونچا ہوا۔ اور جس نے آپ کے مقابل میں برتری چاہی وہ گرایا گیا۔ اس سے زیادہ انا معک کا ثبوت کیا ہوسکتا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست ❖ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

## تیرہواں نشان

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً میں فرمایا کہ وہ وقت آتا ہے۔ کہ خدا تجھے مقام ستائش میں اٹھائیگا۔ ایک دنیا جانتی ہے۔ کہ ۱۸۸۴ء میں جو مرزا صاحب تھے وہ اب ۱۳۔۔ھ میں نہیں اسوقت اور اسکے بعد بدگوؤں کا ہجوم تھا۔ مگر اب مدح و ستائش کرنیوالوں کا انبوہ ہے ہر ایک گاؤں میں جہاں احمدی ہیں۔ دیکھا جا سکتا ہے۔ جو لوگ پہلے ذم کرتے تھے۔ اب مدح کرتے ہیں۔ اور وہ مانتے ہیں۔ کہ آپ اسلام کے سچے خدمتگذار اور مقبول بارگاہِ صمدی تھے۔ جن انجمنوں اور جلسوں میں آپ پر کفر کے فتوے لگائے جاتے اور تبرّے بولے جاتے تھے۔ وہیں سے آپ کے ادنیٰ خدام کی طلبی کی درخواستیں آتی ہیں۔ کہ آکر ہمارے جلسے کی رونق بڑھائیے اور ہدایت دیتے جائیے۔ کہنے والوں نے آپکو مشورہ دیا۔ کہ آپ تمام مذاہب باطلہ اور فرقہائے اسلامیہ کا رد نہ کیجئے کسی سے میل بھی رکھئے۔ تاکہ نفرت پیدا نہ ہو۔ مگر آپ نے فرمایا میں حق کہنے سے باز نہیں آؤنگا۔ دنیا کے فرزندوں کی نظر میں آپکا یہ طرز عمل نفرت پھیلانیوالا گالیاں دلوانے والا تھا۔ مگر آپ اپنی پچیس سالہ قبل از وقت موجدہ کی پیشگوئی کے مطابق مقام ستائش میں اٹھائے گئے ❖

## پورے تیرہ نشان کے صداقت کے ثبوت میں

یہ مسلّمہ مسئلہ ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرکے کوئی سچی پیشگوئی پر قادر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ پیشگوئی کا پورا ہونا نشان صدق ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم اگر یہ سچا ہے تو جو وعدہ کرتا ہے اسکا بعض ضرور پہنچیگا اور ثبوت ہے پیشگوئی کرنیوالے کے نبی ہونیکا چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے فلا

يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (اپنے غیب پر بکثرت وغلبہ مطلع نہیں کرتا مگر اپنے برگزیدہ رسول کو) خدا تعالےٰ ایک مفتری کی پیشگوئی کو جو ایک جھوٹے دعوے کے لئے بہ طور شاہد صدق بیان کی گئی ہرگز سچی نہیں کرسکتا وجہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کو دھوکہ لگتا ہے۔ پس میں ان تیرہ نشانوں کو پیش کرکے مخالف عنید کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ان میں سے ایک نشان کی نظیر بھی کسی جھوٹے مدعی نبوت میں دکھلائے اور مجھے بتائے کہ اس نے ان تیرہ زبردست نشانوں سے کیا فائدہ اٹھایا۔ جو وہ چودہویں نشان پر اپنی کم فہمی و نادانی سے اعتراض کرتا ہے حالانکہ میری نگاہ میں تو وہ بھی چودہویں کے چاند کی مانند اپنی نور ریزی سے ضیاء بخش دیدۂ ایمان ہے مگر ع آنکھ کے اندھوں کو حائل ہوگئے سو سو حجاب

## چودہواں نشان

**قوم کے اعمال ایفاء وعدہ میں آڑے جاتے ہیں**

ابتدا میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ اس نکاح کی درخواست انکو برکات خاندان نبوت سے متمتع کرنے کے لئے تھی۔ مگر ان لوگوں نے اپنی نادانی سے ان برکتوں کو نہ چاہا۔ تو خدا نے اپنا وعدہ بدل دیا۔ اور ان برکات سے انکو محروم کر دیا جیسا کہ حضرت موسیٰ کی قوم کو کر دیا۔ آیت ملاحظہ ہو يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ (المائدہ ع ۴) اے قوم اس مقدس سرزمین میں داخل ہو۔ جو خدا نے تمہارے لئے لکھدیا ہے اور مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیرنا۔ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ اس کتب اللہ لکم پر غور پڑھئے۔ کہ وہ سرزمین انکے لئے وعدہ ہو چکی ہے۔ مگر وہ اس سے محروم بنتے ہیں چنانچہ آگے آتا ہے فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً

يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ یہ ملک چالیس سال انکو نصیب نہیں ہوگا جنگلوں میں مارے مارے پھرینگے۔ ان نافرمانوں پر غم نہ کھانا۔

اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ لڑکی کے نکاح میں خود حضرت اقدس کا کوئی خاص فائدہ نہ تھا۔ کہ نکاح نہ ہونیکی صورت میں آپکا کوئی حرج لازم آتا جیسا کہ پیشگوئی کے الفاظ اور خطوط کی عبارات اور پیش آمدہ حالات سے واضح ہے بلکہ اللہ تعالے نے اپنی حکمت بالغہ سے اسکو ایک نشان بنا دیا۔ اور اس نشان کا رحمت یا عذاب ہونا نکاح کر دینے والونکے طرز عمل پر موقوف رہا۔ اگر رضامندی سے کر دیں۔ تو برکتوں سے حصہ لیں۔ اور اگر نہ کریں۔ تو برکتوں سے محروم رہیں۔ اور موت و تنگی و مصیبت و تفرقہ کی سزا پائیں۔ اور اس قسم کی شرطی پیشگوئیاں سوا نبی کے کوئی نہیں کرسکتا۔ نہ نجومی نہ کاہن۔ نہ رمّال باز۔ حضرت صالح کی اونٹنی ایک معمولی اونٹنی تھی۔ لیکن خدا نے اس قوم کو نشان دینے کے لئے اسی کو آیۃ بنا دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اب تم اسکو ایذا دوگے تو سزا پاؤگے۔ غرض کہ قوم کے اعمال کسی وعدے کے پورا ہونے میں آڑے آجاتے ہیں

وعدہ میں تغیر و تبدل ہوسکتا ہے

پھر سنت اللہ میں تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو وعدہ کسی نبی سے ہو۔ اس میں تغیر و تبدل بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس کو عدم ایفاء وعدہ نہیں کہتے۔ پارہ ۹ سورہ اعراف رکوع ۱۷ میں ذکر ہے۔ وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ط اور موسیٰ سے ہمنے تیس رات کا وعدہ کیا۔ پھر دس رات بڑھا کر تیس کو چالیس کر دیا۔ دیکھئے ان دس راتوں کے بڑھنے سے قوم کو ایسا

ف۱ اتممنٰھا میں اس بات کا اقرار ہے کہ تیس رات کا وعدہ پورا نہیں ہوا

ابتلاء پیش آیا۔ کہ وہ اس خدائے حیّ وقیوم کو چھوڑ کر ایک بچھڑے کی پوجا کرنے لگے مگر کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں۔ کہ خدا نے اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا۔ بلکہ قرآن مجید میں امتحنّھا فرمایا۔ اور ہم عام دنیا کے دستور العمل میں بھی یہی دیکھتے ہیں۔ کہ استاد اپنے شاگرد سے ایک انعام کا وعدہ کرتا ہے۔ لیکن اگر شاگرد امتحان میں اچھا نکلے اور اُستاد اس انعام میں تبدیلی کر دے۔ یعنی اس موعودہ شے کی بجائے اس سے اچھی کوئی چیز دے تو کوئی نہیں کہتا۔ کہ استاد نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ بلکہ کہینگے کہ وعدہ کو بطور احسن پورا کر دیا۔ اسی طرح جب ان لوگوں نے ان برکات سے متمتع نہ ہونا چاہا۔ تو ایک طرف خدا نے ان لوگوں کو محروم رکھا اور دوسری طرف اپنے خاص بندے اور پیارے عبد کو اس سے بڑھکر انعامات سے سرافراز فرمایا۔ کہ جس کے سامنے اس انعام زیر بحث کی کچھ حقیقت نہیں رہتی نکاح سے جو جو انعام متصور ہو سکتے ہیں سکینۃ رحمت مودۃ نیک اور دیندار لائق۔ خوبصورت اولاد اپنے باپ کے مقاصد کو پورا کرنیکی صلاحیت رکھنے والی وغیر ذالک وہ سب بہلے نکاح ہی کے ذریعے دیدیئے

**وعدے کے سمجھنے میں مامور غلطی کھا سکتا ہے**

خدا تعالےٰ اپنے وعدے کو ضرور پورا کرتا ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ جس رنگ میں عاجز انسان سمجھے اسی میں پورا ہو۔ بلکہ جس رنگ میں اور جس طرح پر اور جس وقت وہ اپنے کامل علم کی رُو سے مناسب سمجھے اور چاہے اس وعدہ کا ظہور کر دیتا ہے۔ حضرت نوح سے ایک وعدہ ہوتا ہے کہ تو اور تیرے اہل بچائے جائینگے۔ لیکن اس اہل کا مفہوم سمجھنے میں حضرت نوح غلطی کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے۔ وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ۔ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ

دیکھئے حضرت نوح کس دعویٰ اور ثبات اور زور کے ساتھ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ کہ میرا بیٹا یقیناً میرے اہل سے ہے۔ اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ تیرا وعدہ حق ہے۔ اور تو احکم الحاکمین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرماتا ہے۔ یہ تیرے اہل سے ہیں۔ اس نکتہ کو سمجھنے سے بہت سے اعتراضات کا جواب ہو سکتا ہے جو حضرت اقدس کے بعض تشریحی الفاظ کا اصل مطلب نہ سمجھتے ہوئے کئے جاتے ہیں پھر ایک آیت ہے سَاُورِیۡکُمۡ اٰیٰتِہٖ فَتَعۡرِفُوۡنَہَا (ہم تمہیں اپنے نشان دکھائینگے اور تم انہیں اسوقت پہچانو گے) اس سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے ظہور پر الہام کے اصل معنے کھلتے ہیں۔ اس سے پہلے جو تشریحات کی جائیں۔ ان میں غلطی ہو سکتی ہے۔ حضرت اقدس نے اگر نظر بحالات موجودۃ الوقت اگر کوئی کلمہ لکھا ہے۔ تو وہ اس ذیل میں رکھا جائے گا

**وعدے میں بعض مخفی شرائط ہو سکتی ہیں**

پھر یہ بھی ممکن ہے بلکہ اغلب کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی وعدہ فرمائے اور اس میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔ جن سے اولاً اخیر تک خود مامور کو بھی اطلاع نہ ہو۔ اور ان شرائط کیوجہ سے وہ وعدہ اس رنگ میں پورا نہ ہو جس میں وہ سمجھا گیا۔ اللہ تعالیٰ بدر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح کا وعدہ فرماتا ہے جیسا کہ وَاِذۡ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ اَنَّہَا لَکُمۡ (الانفال ع ۱۵ و ۹) سے ظاہر ہے اور مولوی فیروز الدین صاحب پیارے نبی کے پیارے حالات میں لکھتے ہیں۔ قبل اسکے کہ آپ مدینہ سے روانہ ہوں۔ ایک ربانی الہام کے موافق آپ نے اپنے جان نثار صحابہ کو اطلاع دی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر منکشف کر دیا ہے کہ دونوں گروہوں میں سے ایک نہ ایک پر تم ضرور فتح و نصرت حاصل کرو گے باوجود اس وعدہ حتمی کے آپ رو رو کر دعا فرماتے تھے اِنۡ اَھۡلَکۡتَ ھٰذِہِ الۡعِصَابَۃَ فَلَنۡ تُعۡبَدَ فِی الۡاَرۡضِ اَبَدًا

کیونکہ آپ اس سے ڈرتے تھے۔ کہ شاید اس وعدے کے اندر کوئی مخفی شرائط ہوں۔ جو پوری نہ ہو سکیں۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ "یردھا الیک" اور اس الہامی عبارت سے کہ

"جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی۔ وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک فوت ہو جائیگا"

موجودۃ الوقت صورت حالات میں یہی سمجھا گیا۔ کہ اڑھائی سال کے اندر موت واقع ہوگی۔ اور پھر یردھا الیک کی بات پوری ہوگی۔ لیکن جیسا کہ وعید کی پیشگوئی میں مسلمہ بات ہے۔ کہ توبہ استغفار خشوع وخضوع انابت سے عذاب ٹلجاتا ہے۔ جب اڑھائی سال کی مدت نہ رہی بلکہ یہ عذاب پھر شوخی و شرارت دکھانے تک ملتوی رہا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی لازم ہو گیا۔ کہ یردھا الیک کا وعدہ کسی اور رنگ میں پورا ہو۔ چنانچہ حضور مغفور نے حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۳۲ سطر ۳ لغایت ۵ میں بڑے زور سے لکھا ہے کہ

"فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اسکے بعد جو میعاد خدا تعالے مقرر کرے۔ اگر اس سے اسکی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں"

اور سطر ۹ تا ۱۱ میں ہے۔ کہ

"ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے۔ جب تک کہ وہ گھڑی آجائے کہ اسکو بیباک کر دے سو اگر جلدی کرتا ہے تو اٹھو اور اسکو بیباک اور مکذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ۔ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو"

باوجود ان غیرت دلانے الفاظ کے جو پیشگوئی کو جھوٹا سمجھنے والوں کے لئے ایک تازیانہ کا کام دے سکتے ہیں جب اس خاندان کے لوگوں نے روز بروز خاموشی

اختیار کی اور مخالفت چھوڑ دی۔ اور خود داماد احمد بیگ غیر معمولی طور پر صلاحیت حال کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اقرب الی الایمان ہوتا گیا۔ تو پھر یہ وعید کی موت رُک گئی۔ اور اگرچہ پورا ایمان نہ لانے کی وجہ سے ان برکات موعود سے حصّہ نہ پایا۔ مگر مرزا اسی قدر اپنے رجوع کے بچا رہا۔ دوسری طرف اللہ کا اپنے مامور سے جو وعدہ تھا۔ چونکہ وہ مشروط بہ شرائط تھا۔ جن میں سے بعض مخفی شرائط و واقعات سے ظاہر ہو گئیں۔ اسلئے وہ دوسرے رنگ میں بدل دیا گیا۔

**مرزا سلطان محمد صاحبکا عقیدہ**

مینے لکھا ہے۔ کہ سلطان محمد صاحب نے اس پیشگوئی کے بعد شوخی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ وہ حضور مغفور سے غایت درجہ کا حسن ظن رکھتے ہیں۔ اور اپنے حال میں انہوں نے بہت کچھ تغیر کر لیا ہے جب ادنیٰ سے رجوع سے وعید ٹلجاتا ہے۔ تو اس درجہ صلاحِ حال کی صورت میں تو ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ وہ عذاب رُک جائے۔ میرا یہ لکھنا بغیر ثبوت کے نہیں۔ میں مرزا سلطان محمد صاحب داماد مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کا تازہ خط نقل کرتا ہوں اسکو پڑھکر ہر ایک منصف مزاج اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے

السلام علیکم۔ نوازش نامہ آپکا پہنچا۔ یاد آوری کا مشکور ہوں۔ میں جناب مرزا جی صاحب مرحوم کو نیک بزرگ

اصل خط کے لئے دیکھو اگلا صفحہ ۲۲۷

اسلام کا خدمت گزار۔ شریف النفس خدا یاد۔ پہلے بھی اور اب بھی خیال کر رہا ہوں مجھے انکے مریدوں سے کسی قسم کی مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ افسوس کرتا ہوں۔ کہ چند ایک امورات کی وجہ سے انکی زندگی میں اُنکا شرف حاصل نہ کر سکا

نیازمند سلطان محمد

السلام علیکم — نوازش نامہ پہنچا ہو گا — یاد دہی کا شکریہ

میں جناب مرزا جی صاحب مرحوم کو — بیشک — بزرگ

اسلام کا علمبردار — شریف النفس — خدا یاد —

پہلے بھی اور اب بھی خیال کرتا ہوں — مجھے ان کے

مریدوں سے کسی قسم کی مخالفت نہیں ہے — بلکہ ان کی

[illegible] — کہ خیر آپ کا [illegible] کی وجہ کہ آپ کے زندگی

میں روز کا شرف حاصل ہو رہا —



خاکسار [illegible]

---

**وعدے کے بہت سے حصوں کا پورا ہو جانا دلیل صدق ہے**

وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ سے ظاہر ہے۔ کہ کسی صادق کے صدق کے لئے اتنا کافی ہے۔ کہ جو وعدہ اس نے دیا ہے۔ اسکا بہت سا حصہ پورا ہو جائے۔ یہ نشان زیر بحث اپنے اندر چودہ نشان رکھتا ہے۔ جس میں تیرہ نہایت صفائی سے پوری شوکت کے ساتھ خارق عادت طور پر پورے ہو گئے۔ پس اسکے چودہویں حصہ کی بنا پر کسی کو تکذیب کا حق نہیں پہنچتا

**ضروری نہیں کہ تمام وعدہ نبی کی زندگی میں پورا ہو**

قرآن مجید میں نبی کریم صلعم سے کئی وعدے ہیں۔ جن کے ظاہری منطوق سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی زندگی میں پورے ہونگے مگر وہ بعد میں پورے ہوئے چنانچہ جناب باری سے ارشاد ہوتا ہے فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ فَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ
۲۴/۱۴ صبر کر اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ پس جو جو وعدے ہم انکے بارے میں کرتے ہیں۔ یا تو تمہیں دکھائیں یا تجھے وفات دیدیں۔ ہماری طرف ہی انکو لوٹ کر آنا ہے پارہ ۱۱ رکوع ۱۰ میں بھی یہی آیت ہے جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کہ نشان دکھلانا رسول کے اختیار میں نہیں۔ اور مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ کے جواب میں لَآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ میں اپنے نفع و نقصان کا بھی کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ ایسا ہی اس پیشگوئی کے الفاظ میں فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ لکھا ہے جس سے اسی بات کی طرف اشارہ نکلتا ہے۔ کہ اللہ جب چاہیگا۔ اور جس رنگ میں چاہیگا یردھا الیک کو پورا کریگا چنانچہ آخری کلمہ پیشگوئی سے یہ بھی بتا دیا ہے۔ کہ آپکی زندگی میں ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ کسی اور کا عہد ہے۔ جب

آپ مقام محمود میں مبعوث ہونگے

**ضروری نہیں کہ جس سے وعدہ کیا جائے اسی کو ملے**

یہ اعتراض کہ یرد ھا الیک کا وعدہ آپ سے تھا اور آپ تو فوت ہو چکے صحیح نہیں۔ کیونکہ اس وعدہ کی ایفا میں ایک شرط تھی۔ وہ یہ کہ اولاً وہ شخص وعیدی موت سے فوت ہو۔ کیونکہ اصل اس پیشگوئی کا تو وعید ہی ہے۔ جس میں توبی توبی کی شرط لگی ہوئی ہے چنانچہ حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں

"یہ پیشگوئی اس قوم کے ڈرانے کے لیۓ ہے جن کی طبیعتوں میں الحاد اور ارتداد غلبہ کر گیا تھا اسی وجہ سے خدا نے اس پیشگوئی کے پہلے کلمات میں ہی فرمایا۔ کہ یہ لوگ میری آیتوں کی تکذیب کرنے اور میرے نشانوں کو ٹھٹھا کرتے ہیں۔ پس جب کہ یہ پیشگوئی انذار و تخویف پر مشتمل تھی۔ اور موت کے وعدے محض عذاب کے طور پر تھے اسلئے ضروری تھا کہ خدا نزول عذاب اور تاخیر عذاب میں اپنی سنت اور عادت کا اسجگہ بھی پابند ہو"

پس یرد ھا الیک بطور ایک فرع کے ہے۔ دوم یقوم ادخلوا الارض المقدسة التی کتب اللہ لکم کا صریح فرمان اور اس میں موسیٰ علیہ السلام اور اسکے ساتھیوں کے لئے اس سرزمین کا لکھا جانا فرمانا اور پھر یہ ایک امر واقع کہ وہ ساتھی اور خود حضرت موسیٰ وعدے کی زمین سے پہلے فوت ہو گئے یہ ظاہر کرتا ہے کہ جس سے وعدہ کیا جائے۔ اسی کو ملنا ضروری نہیں۔ بلکہ

**تابع متبعین کے حکم میں**

تابعین جو ہوتے ہیں۔ وہ ایسے وعدوں کے لئے متبوع کے حکم میں ہوتے ہیں۔ اور میں اپنے قیاس سے نہیں کہتا۔ بلکہ مندرجہ ذیل حدیث بھی اسپر شاہد ہے۔ کنز العمال۔ کتاب الغزوات جزو ۵ صفحہ ۲۷۸

عن البراء بن عازب قال لما کان حیث امرنا رسول الله صلی الله علیہ وسلم بحفر الخندق عرضت لنا فی بعض الخندق صخرۃ عظیمۃ شدیدۃ لا تاخذ منها المعاول فاشتکینا ذٰلک الی رسول الله صلعم فجاء رسول الله صلعم فلما رای القی ثوبہ و اخذ المعول فقال بسم الله ثم ضرب ضربۃ فکسر ثلثها و قال الله اکبر اعطیت مفاتیح الشام والله انی لابصر قصورها الحمر الساعۃ ثم ضرب الثانیۃ فقطع الثلث الاخر فقال الله اکبر اعطیت مفاتیح فارس والله انی لابصر قصور المدائن الابیض ثم ضرب الثالثۃ فقال بسم الله فقطع بقیۃ الحجر و قال الله اکبر اعطیت مفاتیح الیمن والله انی لابصر ابواب صنعاء من مکانی ھذا الساعۃ۔

یہ حدیث فتح الباری میں بھی باسناد حسن درج ہے۔ اسکا ترجمہ یہ ہے۔ کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے ہمیں خندق کھودنیکا حکم دیا۔ ایک مضبوط و سخت چٹان سی اس میں آگئی۔ جس میں ہتھیار کام نہیں کر سکتا تھا۔ اسلئے رسول اللہ کے حضور شکایت عرض کی گئی۔ آپ تشریف لائے اور اپنا کپڑا رکھکر کدال کو ہاتھ میں لیا اور فرمایا بسم اللہ پھر ایک ضرب لگائی اور اسکا تیسرا حصہ کاٹ دیا اور فرمایا اللہ اکبر

مجھے شام کے خزانے اور چابیاں دیگئیں

اور میں اسکے سرخ سرخ محل اسوقت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں پھر دوسری ضرب لگائی تو ایک تہائی اور وہ پتھر کٹ گیا فرمایا اللہ اکبر

فارس کے خزانے اور چابیاں مجھے دیگئیں

اور میں مدائن کے محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر تیسری چوٹ لگائی۔ تو تمام صخرہ کاٹا گیا فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کے خزانے اور چابیاں عطا کی گئیں

اور میں صنعاء کے دروازے یہیں سے اسوقت دیکھ رہا ہوں۔

دیکھئے اس حدیث میں اعطیت کا لفظ ہے جو تمام پیشگوئی کی جان ہے مگر تمام تاریخی دنیا جانتی ہے۔ کہ شہر مدائن جو دار الخلافہ خاندان کسریٰ تھا۔ عہد حضرت عمر میں سعد بن ابی وقاص جرنیل کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ اور یزدجرد شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ تو قلعہ ابیض کا سب خزانہ اہل اسلام کے قبضہ میں آیا۔ اور شام کو حضرت عبیدہ بن الجراح نے فتح کیا۔ جس سے یہ بات کھلجاتی ہے۔ کہ تابع متبوع کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور جانشین کے ہاتھ پر کسی پیشگوئی کا پورا ہونا۔ در اصل اس اصل امام کی پیشگوئی کا پورا ہونا اور جانشین کے قبضے میں کسی چیز کا آنا در اصل اس امام کے قبضے میں آنا ہے ؀

ایسا ہی ایک حدیث ان الفاظ میں بھی ہے ان اللہ وعدنی فارس ثم الروم نساءھم وابناءھم اور دوسری حدیث میں ہے ان اللہ اعطانی فارس ونساءھم یعنے اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا۔ اور مجھے بخشے فارس۔ روم اور ان ملکوں کی عورتیں (کنز العمال جلد ۶) حالانکہ فارس اور اسکی عورتیں صحابہ کے قبضے اور ازدواج میں آئیں

مخاطب سے کبھی اُسکا جانشین بھی مراد ہوتا ہے

پھر قرآن مجید کا بہ تدبر مطالعہ کرنے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مخاطب سے گاہے اسکا جانشین اور اسکی اولاد یا اس کا مثیل مراد ہوتا ہے۔ جیساکہ بنی اسرائیل کو عہد نبوی میں فرمایا جعلکم ملوکاً (تمہیں بادشاہ بنایا) حالانکہ اس خطاب کے وقت وہ بادشاہ

نہ تھے۔

(۲) اِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ میں بتایا۔ کہ تمہیں آل فرعون سے نجات دی۔ حالانکہ نجات پانیوالے اور تھے

(۳) يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ میں جن سے خطاب ہے۔ انکے بیٹے ذبح نہیں ہوئے تھے۔

(۴) اِتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ اور اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ میں بچھڑا پوجنے والے اور موسیٰ سے طعام واحد پر صبر نہ کرنے کی شکایت کرنیوالے اور تھے۔ اور وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ میں عمرہ کی ضمیر کا مرجع معمر نہیں ہو سکتا۔ پس بقول حضرت خلیفۃ المہدی جب مخاطبت میں مخاطب کی اولاد۔ مخاطب کے جانشین اور اُسکے مماثل داخل ہو سکتے ہیں۔ تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی۔ اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات کو حکم بنات نہیں مل سکتا۔

وعدہ منسوخ بھی ہو جاتا ہے۔

اگر آپ یوں نہیں سمجھ سکتے۔ تو میں پارہ ۱۳ سورہ رعد رکوع ۱۲ کی طرف آپکی توجہ منعطف کراتا ہوں۔ جس میں وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ فرما کر نشانات کے ظہور کی فلسفی بتا دی ہے۔ رسول کا نشان لانے میں کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ ہر وقت موعود کے لئے ایک تحریر ہوتی ہے اللہ جس نشان کو بالکل یا جتنے حصے کو چاہے محو کردے یا جس کو یا جتنے حصے کو چاہے قائم رکھے۔ اور ام الکتاب اسی کے پاس ہے

پس اس آیت کی بنا پر ہم کہتے ہیں۔ کہ خدا نے اس نشان کے تیرہ حصوں کو

ثابت رکھا۔ اور جو ہوں کو محو کر دیا۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ۔ وہ اپنے امر دیئے ہوئے حکم کے پلٹنے پر بھی قادر ہے۔

چنانچہ دوسری آیت میں اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ بتایا ہے کہ بعض نشان منسوخ ہوجاتے ہیں۔ یا ان میں تاخیر ڈالدی جاتی ہے۔ اور پھر اس سے بہتر یا اسکی مثل دیا جاتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ‎(البقرہ ۱۳-۱)

ہم جو کوئی نشان منسوخ کر دیں۔ یا ترک کر دیں تو اس سے اچھا یا اسکی مثل لاتے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پس جب میرے مولے نے اس نشان کو اپنی حکمت کاملہ سے پہلے تاخیر میں ڈالدیا اور پھر ترک کر دیا۔ تو اس سے بہتر اور زبردست ایک نہیں بیسیوں نشان دکھائے جو مخالف پر حجت ملزمہ قائم کرتے ہیں۔ حقیقۃ الوحی ہی پڑھ کر دیکھ لو۔ کہ اس نشان کے بعد کس قدر زبردست نشان دکھائے گئے

**شاہ جیلان کی شہادت**

حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اسی بنا پر لکھتے ہیں اور یہ نشان کا منسوخ ہونا عین منہاج نبوت کے مطابق ہے یجوز اَنْ يَّعِدَهُ اللّٰهُ الْوَعْدَ وَلَا يُظْهِرُ لِلْعَبْدِ وَفَآءً بِذٰلِكَ جائز ہے اللہ کوئی وعدہ اپنے بندے سے کرے۔ اور اسکی وفا ظاہر نہ کرے) اور اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ لان الغیریۃ قد زالت بزوال الھوٰی۔ کہ غیرت تو خواہش دور ہونے سے دور ہو چکی۔ پس وہ وعدہ اسکے حق میں ایسا ہے۔ جیسا کوئی شخص کسی فعل کا ارادہ کرے اور پھر اس نیت سے کسی دوسرے کام میں لگا دے رفیصیر الوعد حنبئذ فی حقہ مع اللہ کرجل

عَزَمَ عَلیٰ فِعْلِ شَیْءٍ فِی نَفْسِہٖ وَنَوَاہُ ثُمَّ صَرَفَہٗ اِلیٰ غَیْرِہٖ اتنا لکھکر
بحر عرفان کے شناور حضرت غوث نے لکھا ہے کالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ
فِیْمَا اَوْحَی اللّٰہُ اِلیٰ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا نَنْسَخْ مِنْ
اٰیَۃٍ الخ کہ جیسی ہمارے نبی کریم صلعم کو مانسخ کی وحی فرمائی۔

پس اس بنا پر میں کہتا ہوں۔ کہ جہانتک اس نشان کا تعلق اغیار سے تھا۔ اسے پورا کیا۔ باقی جو حصہ رہگیا۔ وہ اللہ کا اپنے پیارے بندے سے ایک معاملہ تھا۔ اللہ نے جس طرح چاہا اسے کیا۔ آپکو اس پر نکتہ چینی کا کوئی حق حاصل نہیں

**ایک اور شہادت**

وعدوں کے متعلق جو کچھ مینے لکھا ہے۔ اسکے متعلق مندرجہ ذیل اقتباس کتاب ارشاد الفحول افادۃً للناظرین نقل کیا جاتا ہے

| | |
|---|---|
| قال للشافعی لایجب الوفاء بالوعد وانما یسمی من لم یف بالوعد مخلفا لا کاذبًا وھذ التفصیل جزم بہ سلیم وجری علیہ البیضاوی فی المنہاج وسبقھما الیہ ابو الحسین بن القطان | شافعی نے کہا کہ وعدہ کی وفا واجب نہیں کیونکہ جو وعدہ کی وفا نہ کرے۔ اسے مخلف کہتے ہیں کاذب نہیں کہتے۔ اس تفصیل پر سلیم نے بھی یقین کیا۔ اور بیضاوی نے بھی منہاج میں یہی بیان کیا۔ اور ان دونوں سے پہلے ابو الحسین بن القطان نے یہی فیصلہ دیا ہے |

اسکے بعد شارح اسپر تو اکثر علماء کا اتفاق بیان کرتا ہے کہ وعید جس میں وعدہ ضرور ہوتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں عموم وخصوص کی نسبت ہے۔ کے ٹلجاتے سے پیشگوئی کا کذب لازم نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے

| | |
|---|---|
| واما بالوعید فلکونہ عفوا لا یمتنع من اللہ سبحانہٗ | اور وعید کا ٹلجانا اللہ تعالیٰ سے ممتنع نہیں۔ کیوں کہ یہ عفو ہے۔ بلکہ |

بل ہو حسن یمدح فاعلہ من غیرہ و یمدح بہٖ فی نفسہٖ

یہ اچھی بات ہے۔ اور عذاب ٹلا دینے والیکی مدح کی جاتی ہے

زرکشی جو وعدہ کے ٹلنے کا قائل نہیں وہ بھی وعید کے بارے میں کہتا ہے۔ کہ

اما فی الوعید فنسخہ جائزٌ کما قال ابن السمعانی۔ قال ولا یعد ذلک خلفًا بل عفوًا و کرمًا

کہ وعید کا نسخ جائز ہے۔ جیسا کہ ابن السمعانی نے بھی لکھا اور یہ خلف وعدہ نہیں کہلائیگا بلکہ اسے عفو و کرم پر محمول کیا جائیگا

غرض وعید کے متعلق تو محققین کا اتفاق ہے۔ کہ وہ توبہ استغفار صدقہ رجوع الی الحق سے ٹلجاتا ہے۔ اور یہ پیشگوئی زیر بحث بھی زیادہ تر بلکہ دراصل ایک وعید پر مشتمل ہے۔ اور نکاح تو اسکی فرع ہے جو بصورت ایمان لانے کے ان لوگوں کے لئے برکات کا موجب ہوتا۔ لیکن جب انہوں نے روگردانی کی تو عذاب سے حصہ پایا۔ لیکن پھر جب ایک حد تک توبہ کی۔ تو عذاب ملتوی کر دیا گیا۔ لیکن اس شوخی کی سزا میں نکاح کی برکات سے حصہ نہ پاسکے۔ اللہ نے اپنے مامور کو تو دوسرے رنگ میں اسکا اجر دیدیا۔ لیکن ان لوگونکو محروم رکھا۔ اور یہ خلف وعدہ نہیں۔

**چند مثالیں** مثلاً ایک شخص سے وعدہ کیا جائے کہ تم قرآن مجید یاد کرو۔ میں اپنی لڑکی تم سے نکاح کر دونگا۔ اب وہ قرآن شریف یاد کرے۔ لیکن اس میں کوئی اور نقص پیدا ہو۔ مثلاً بد چلنی۔ تو اب وہ اگر لڑکی نہ دے تو ہرگز نہیں کہینگے۔ کہ اسنے اپنے وعدے کا خلاف کیا۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے اپنے مامور کے رشتہ داروں پر ایک انعام کرنا چاہا۔ انعام ایک فضل ہے۔ اس فضل کی جاذب جو حالت چاہیئے تھی۔ جب ان میں نہ پائی گئی۔ تو یہ انعام ان سے چھین لیا گیا۔

دوسری مثال۔ حنین کے روز مسلمانونکو باوجود وعدہ نصرت وغلبہ (انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون) شکست ہوئی۔ اور وعدہ فتح وغلبہ اور لاگیوں پورا نہ ہوا۔ اسکی وجہ اللہ تعالےٰ نے خود ہی فرمائی ہے۔ ویوم حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْکُمْ شَیْئًا وَّضَاقَتْ عَلَیْکُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ﴿پ ۱۰ ع ۱۰﴾ اور حنین کے دن جب تمہاری کثرت نے تمہیں عجب میں ڈالا۔ تو پھر وہ تمہاری کثرت کچھ بھی کام نہ آئی۔ اور زمین باوجود فراخی کے تمپر تنگ ہوگئی۔ اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگے دیکھئے عجب اور اپنی کثرت پر غرہ ایک وعدہ کے ایفاء میں آڑے آگیا۔ جس سے

---

صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ بعض اسباب سے وعدہ میں تخلف جائز ہے

**خاتمہ** معززناظرین! میں نکاح والی پیشگوئی پر کافی بحث کرچکا ہوں یہ نشان جو اپنے اندر چودہ نشانات رکھتا ہے بڑی آب وتاب سے پورا ہوا۔ مگر شپرہ چشم نہ دیکھ سکے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِہٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْکُمْ اَنُلْزِمُکُمُوْھَا وَاَنْتُمْ لَھَا کٰرِھُوْنَ اے میری قوم کیا تمنے دیکھا۔ کہ میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی بات پر ہوں۔ اور اس نے مجھے اپنی جناب سے رحمت کے ساتھ سرافراز فرمایا ہے۔ پس یہ بات تمپر مخفی کردیگئی۔ تو کیا زبردستی قبول کرواؤں۔ بحالیکہ تم اس سے کراہت کرتے ہو

اِس سے ظاہر ہے۔ کہ نشانات تو پورے ہوتے ہیں۔ مگر منکرین کا گروہ عداوت میں ایسا اندھا ہو جاتا ہے۔ کہ انہیں دیکھ نہیں سکتا۔ اور کہتا ہے۔ کہ یہ وعدہ پورا نہیں ہوا۔ حالانکہ وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے الروم ع ۲۱) پھر وعدہ پورا ہونے میں کئی باتیں آڑے آجاتی ہیں۔ جو اس اصل کی

کی ماتحت ہیں لا ینال عہدی الظالمین۔ جب وہ لوگ ظلم سے کام لے رہے تھے۔ تو خدا نے اپنی سنت کے مطابق انہیں ان برکات کا وارث نہ بنانا چاہا۔ اور پھر اس پیشگوئی کا اصل اور اکثر حصہ تو وعید پر مشتمل ہے۔ اور وعید کی پیشگوئیوں کی اصل غایت تو تقویٰ اور نصیحت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ وصرفنا فیہ من الوعید لعلہم یتقون۔ او یحدث لہم ذکرا (اور ہم وعید اسلئے بار بار دیتے ہیں۔ تا یہ تقوے کریں۔ اور یہ ان کے لئے نصیحت اور یاد دہانی کا موجب ہو۔ پس جب وعید سے اصل غرض جو ان رشتہ داروں پر خدا تعالےٰ کی ہستی اور اسکے جلال کا اظہار تھا۔ پوری ہو گئی۔ اور ان میں سے بہت سلسلہ کی طرف رجوع کرنے لگے۔ بلکہ داخل بھی ہو گئے۔ تو اللہ نے وعید کو ملتوی کر دیا۔ اسوقت تک کہ شوخی و شرارت سے کام لیں۔ باقی رہا نکاح سو وہ تو موقوف تھا ایک موت پر اور وعید کی موت موقوف ہے شوخی و شرارت دکھانے پر۔ لیکن جب ایسا نہ ہوا۔ تو اللہ نے صرف اتنا ہی کیا کہ اس انعام کو اس قوم سے ہٹا لیا۔ اور اپنے مامور کو کسی[1] اور رنگ میں اسکا اجر دیا۔ اور انکی تو پہلے بھی کوئی اپنی نفسانی خواہش نہ تھی۔ بلکہ اللہ کے حکم سے ایک امر کے لئے اعلان کیا تھا۔ اللہ کے انکے ساتھ ایسے تعلقات تھے جیسے سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ کہ انکے ساتھ خدا کا وعدہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کوئی اپنے ساتھ کوئی قرارداد کرے۔ پھر ہر وقت اسے بدلنے پر اختیار رکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس مسئلہ پر خدا کے فضل اور محض اسکی غریب نوازی سے کافی بحث کر دی ہے۔ اللہ تعالےٰ اس مضمون کو نافع للناس بنائے اللہم آمین یہ مضمون میری بہت سی مضطر دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ فالحمد للہ رب العلمین

(الجمل)

---

[1] اسکے لئے ضرور دیکھو صفحہ ۲۱۳